اقوامِ متحدہ کا اعلامیہ برائے اقلیتی حقوق 1992ء اسلامی تعلیمات کے تناظر میں

UN Declaration on Minorities 1992 from Islamic Perspective

[*]Muhammad Muddasar

[**]Dr. Zahida Parveen

[***] Dr. Hafiz Muhammad Iqbal

Abstract

United Nations has adopted number of declarations of Fundamental Rights. This article studies the United Nations Declaration on the Rights of Persons belonging to National or Ethnic, Religious and Linguistic Minorities adopted by General Assembly resolution 47/135 of 18 December 1992 from Islamic perspective. Comparing the rights of minorities between Islam and the UN Declaration, it says that the mentioned Declaration on is the result of a continuous and long struggle, whereas Islam from the very beginning reserved all such minorities rights without any adventure or effort.

Key Words: UN Declaration 1992, Minorities rights, Islam

دوسری جنگِ عظیم کے بعد 1945ء میں قائم ہونے والے بین الاقوامی ادارے اقوامِ متحدہ نے اپنے قیام سے لے کر اب تک بین الاقوامی سطح پر بنیادی انسانی حقوق کے لیے بہت سے چارٹرز آف رائٹس پاس کیے ہیں۔ اقلیتوں کے متعلق قانون سازی کے سلسلے میں اقوام متحدہ نے 18 دسمبر 1992ء میں ایک ڈیکلریشن پاس کیا، جسے قومی، علاقائی اور مذہبی اقلیتوں کے حقوق کا ڈیکلریشن قرار دیا گیا۔ اس مضمون میں ہمارے پیش نظر 9 آرٹیکلز پر مشتمل اس ڈیکلریشن کا اس نوعیت کے اسلامی اصول و ضوابط سے موازنہ ہے۔

آرٹیکل 1: جداگانہ مذہبی تشخص کا حق

[*] Lecturer, Govt. Degree College Dinga, Gujrat

[**] Professor, Govt. Post Graduate College Viqar-un-Nisa Rawalpindi

[***] Head Teacher, Govt. Elementary School Zaheer Abad, Chistian, Bahawalnagar

اس ڈیکلریشن کے آرٹیکل 1 میں کہا گیا ہے کہ تمام ریاستیں اقلیتوں کے وجود کے تحفظ کو یقینی بنائیں گی اور ان کی اخلاقی، قومی، ثقافتی، مذہبی اور زبانی شناختوں کو ان کے متعلقہ علاقائی رسم ورواج کے مطابق تحفظ دیں گی اور اس کی شناخت کے لیے حالات کو سازگار بنائیں گی۔ ریاستیں اس انداز میں قانون سازی اور دیگر اقدامات کریں گی کہ یہ مقاصد حاصل ہو سکیں:

> States shall protect the existence and the national or Ethnic, cultural, religious and linguistics identity of minorities within their respective territories and shall encourage conditions for the promotion of the identity. States shall adopt appropriate legislative and others measures to archive those ends.[1]

اسلامی تعلیمات کو دیکھا جائے تو نظر آتا ہے کہ اس مذہبی تشخص کا حق اسلام بھی واضح طور پر دیتا ہے۔ اس کے نزدیک رنگوں اور زبانوں کا تنوع اور نسل انسانی کے ظاہری اختلافات ان میں مستقل تفریق وامتیاز کا باعث نہیں ہیں۔[2] اس بنا پر نسل انسانی کے مختلف گروہوں کے لئے عزوشرف اور تحقیر وتذلیل کے معیارات مقرر کرنا درست نہیں ہے۔ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ اکثریتی گروہ کی نسلی شناخت کو قومی شناخت قرار دے کر باقی تمام گروہوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ اس شناخت کو اپنا کر اپنی شناخت ختم کردیں ویسے بھی اسلام نے رنگ، نسل، قبیلے، خاندان یا کسی بھی مادی سبب کی وجہ سے کسی انسان کو دوسرے انسان پر کوئی فضیلت نہیں دی یہ چیزیں محض پہچان کا سبب ہیں۔ ارشاد ہے:

> "یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ"[3]
>
> اے لوگوں ہم نے تمھیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمھارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں تاکہ تمھیں اپس میں پہچان ہو، بے شک زیادہ عزت والا تم میں سو اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

آرٹیکل 2: مذہبی حقوق کے تحفظ کا حق

[1] The UN Declaration on the Rights of Persons belonging to National or Ethnic, Religious and Linguistic Minorities, A/RES/ 47/135,5.

[2] الروم 30:22۔

[3] الحجرات 49:13۔

آرٹیکل 2 کے مطابق ایسے افراد جو قومی وعلاقائی، مذہبی اور زبانی اقلیتوں سے تعلق رکھتے ہیں ان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مذہب کے مطابق عملی زندگی گزار سکتے ہیں اور آزادانہ طور پر ذاتی زندگی میں اور پبلک مقامات پر بغیر کسی مداخلت اور امتیازی سلوک کے اپنی زبان کا استعمال کر سکتے ہیں:

> Persons belonging to national or ethnic, religious and linguistic minorities have the right to enjoy their own culture, to profess and practice their own religion, and to use their own language, in private and public freely and without or any form of discrimination.[4]

اسلام بھی اپنے زیر حکومت تمام مذاہب والوں کو مذہبی آزادی دیتا ہے۔ اس کے مطابق کسی شخص کو اس کا مذہب چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا، دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے:

> لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ [5]
>
> دین میں کوئی جبر نہیں بے شک ہدایت گمراہی سے واضح طور پر ممتاز ہو چکی ہے۔

حضور ﷺ نے جب ریاست مدینہ کی بنیاد رکھی تو وہاں یہود بطور اقلیت آباد تھے اور ان کو تمام بنیادی انسانی حقوق بلا تفریق عقیدہ حاصل تھے۔ ان پر کوئی مذہبی قدغن نہ تھی۔ انھیں اپنے دین کے مطابق زندگی گزارنے کا پورا حق دیا گیا۔ غیر مسلم خالصتاً اسلامی شہروں کے علاوہ اپنے شہروں میں جو اسلامی ریاست کے ماتحت ہوں اپنے مذہبی شعائر کا اظہار بھی کر سکتے ہیں۔ علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

> **لایمنعون من الظهار شئ مما ذكرنا من بيع الخمر والخنزير والصليب وضرب الناقوس فى قرية او موضع ليس من امصار المسليمن ولو كان فيه عددكثير من المسليمن**[6]
>
> جو بستیاں امصار مسلمین میں سے نہیں ہیں ان میں ذمیوں کو خراج اور شراب بیچنے، صلیب نکالنے اور ناقوس بجانے سے نہیں روکا جائے گا۔ خواہ وہاں مسلمانوں کی کتنی کثیر تعداد موجود ہو۔

آرٹیکل 3 : حقوق کا آزادانہ استعمال

[4] The UN Declaration on the Rights of Persons belonging to National or Ethnic, Religious and Linguistic Minorities, A/RES/ 47/135, 5.

[11] البقرۃ2:256۔

[12] علاوالدین ابو بکر بن مسعود الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2003)، 1: 7۔

اقلیتی گروہوں سے تعلق رکھنے والے افراد اپنے حقوق استعمال کر سکتے ہیں ان حقوق سمیت جو ڈیکلریشن میں ان کو دیئے گئے ہیں ذاتی طور پر بھی اور کمیونٹی میں اپنے گروہ کے دوسرے افراد کیساتھ بھی بغیر کسی امتیازی سلوک کے۔ "اقلیتی گروہوں کیساتھ تعلق رکھنے والے افراد کو اس ڈیکلریشن میں دیئے جانے والے حقوق کے استعمال کرنے یا نہ کرنے پر کسی نقصان کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا:

> Persons belonging to minorities may exercise their rights, including those set forth in the present declaration, individually as well as in community without other members of their group without any Discrimination. No disadvantage shall result for any person belonging to minority as the consequence of the exercise or non-exercise of the rights set for in the present declaration.[7]

اس ارٹیکل کی دونوں شقوں میں کسی خاص نئی بات کا تو ذکر نہیں کیا گیا بلکہ اس بات کی تاکید واعادہ کیا گیا ہے کہ اقلیتوں کو جو حقوق عطا کئے گئے ہیں وہ ان کا آزادانہ استعمال کر سکتے ہیں۔ اسلام نے اقلیتوں کو مکمل مذہبی آزادی عطا کی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اسلامی ریاست میں رہتے ہوئے اپنی مرضی سے اسلام کی بجائے کوئی اور مذہب بھی قبول کر سکتے ہیں۔ احناف اور مالکیہ کا فتویٰ ہے:

> **يقولون باقرارهم مطلقا سواء انتقلوا الى دين كتابى اوغيره وسواء انتقلوا الى دين كتابى او غيره وسواء**[8]
>
> " (مالکیہ کے نزدیک) ذمی چاہے اہل کتاب یا ان کے (دین) کے علاوہ کوئی مذہب قبول کر سکتا ہے۔"

آرٹیکل 4: تعلیم اور معاش کے حقوق

اس آرٹیکل کی رو سے ریاستیں جہاں ضروری ہوگا ہو ایسے اقدامات کریں گی تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ اقلیتی گروہ سے تعلق رکھنے والے افراد اپنے تمام انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں سے لطف اندوز ہو سکیں بغیر کسی امتیازی سلوک کے اور قانون کی نظر میں برابری کی سطح پر۔ ریاستیں تعلیم کے میدان میں بھی اہم اقدامات کریں گی تاکہ ان کے علاقے میں موجود اقلیتوں کی تاریخی روایات، زبان اور کلچر کے علم کو فروغ ملے۔ ریاستوں کو چاہیے

[13] The UN Declaration on the Rights of Persons belonging to National or Ethnic, Religious and Linguistic Minorities, A/RES/ 47/135,6.

[14] ابن جزی الغرناطی، القوانین الفقهیة (مراکش: مطبعة الامنية الرباط، 1958ء)، 39۔

کہ مناسب اقدامات کریں تاکہ اقلیتی گروہ سے تعلق رکھنے والے افراد اپنے ملک کی معاشی ترقی اور خوشحالی میں بھرپور حصہ لے سکیں:

> States shall take measures where required to insure that person belonging to the minorities may exercise fully and effectively all their human rights and fundamental freedom without any discrimination and in full equality before law.[9] States should, where appropriate, take measures in the field of education, in order to encourage Knowledge of the history, tradition, language and culture of minorities existing within their territory. States should consider appropriate measures so that persons belonging to minorities may participate fully in the economic progress and development in their country".[10]

اسلام نے معاشی میدان میں ریاست کے اندر رہنے والے غیر مسلموں کو مکمل آزادی دی ہے۔ وہ ہر کاروبار کرسکتے جو مسلمانوں کو کرنا جائز ہیں۔ صنعت، تجارت، زراعت اور دوسرے تمام پیشے جو مسلمان اختیار کرسکتے ہیں ان پر ایسی کوئی پابندی نہیں، جو مسلمانوں پر ہو بلکہ ان کو مسلمانوں سے بھی زیادہ آزادی ہے کہ وہ کاروبار اور پیشے جو اسلام میں تو جائز نہیں مگر ان کے اپنے مذاہب میں ان کو اختیار کرنے سے نہیں روکے گی۔ چنانچہ اس میں وہ شراب کی خرید وفروخت کرسکتے ہیں ریاست اس میں مداخلت نہیں کرے گی۔ لہٰذا اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کی شراب یا خنزیر کو نقصان پہنچاتا ہے تو وہ تاوان ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا:

ویضمن المسلم قیمة خمره وخنزیره اذا تلفه[11]

مسلمان اس شراب اور سور کی قیمت ادا کرے گا اگر وہ اس کو تلف کردے۔

اسی طرح اسلام نے تعلیم کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ"[12]

---

[9] The UN Declaration on the Rights of Persons belonging to National or Ethnic, Religious and Linguistic Minorities, A/RES/ 47/135, 6.

[10] The UN Declaration on the Rights of Persons belonging to National or Ethnic, Religious and Linguistic Minorities, A/RES/ 47/135, 6.

[17] ابوبکر احمد بن علی الرازی، احکام القرآن، (بیروت: داراحیاء التراث العربی، 1992ء)، 2:43۔

[18] العلق 96:1۔

پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے تمھیں پیدا کیا۔

حضور ﷺ نے جب ریاست مدینہ کی بنیاد رکھی تو وہاں پر یہود بھی آباد تھے اور وہ اپنی مذہبی کتب کا مطالعہ بھی کرتے تھے۔ اور اپنی اولاد کو تعلیم بھی دیتے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کو ایسا کرنے سے نہیں روکا۔ لہٰذا اسلامی ریاست اس بات کی پابند ہے کہ وہ تمام شہریوں کو بلا امتیاز تعلیم وتربیت کے مساوی مواقع فراہم کرے۔ اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہر شخص اپنی فطری صلاحیتوں کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کا حقدار ہے۔ آج اہل مغرب نے اپنے شہریوں کو جو بنیادی انسانی حقوق عطا کیے ہیں اسلام نے یہ حقوق آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے ہی عطا کر دیے تھے۔

آرٹیکل 5: ریاستوں کے درمیان تعاون کے حوالے سے اقلیتوں کے مفادات کا تحفظ

اس آرٹیکل میں ہے کہ قومی سطح پر پالیسیاں اور پروگرام بناتے ہوئے اور ان کے نفاذ کے دوران اقلیتوں کے مفاد کو پیش نظر رکھا جائے، قانون کی حدود قیود میں رہتے ہوئے۔ ایسے پروگرامز کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے جن کا مقصد ریاستوں کے درمیان تعاون کو بڑھانا اور ایک دوسرے کی مدد کرنا ہو اور ان کے نفاذ کے دوران قانونی حدود وقیود میں رہتے ہوئے اقلیتوں کے مفادات کو پیش نظر رکھا جائے. "ریاستوں کو چاہیے کہ اقلیتوں کے متعلق سوالات پر تعاون کریں جن کا مقصد معلومات اور تجربات کا تبادلہ ہو تاکہ ہم آہنگی اور اعتماد کو فروغ ملے. [13]

اس آرٹیکل میں دوبارہ اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ ریاستیں ملکی سطح پر پروگرامز بناتے وقت اقلیتوں کے مفادات کو بھی مد نظر رکھیں۔ ایسا منصوبہ یا پالیسی نہ بنائی جائے جس سے اقلیتوں کے مفادات کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہو۔ اسلام بھی اقلیتوں کے مفادات کو تحفظ کو یقینی بناتا ہے، جیسا کہ اوپر متعدد حوالوں سے ثابت کر دیا گیا ہے۔ اسلام نے انسانوں کو جو حقوق عطا کیے ہیں وہ مذہب، رنگ، نسل یا عقیدے کی بنیاد پر نہیں ہیں بلکہ بحیثیت انسان ہیں۔ اختلاف مذہب کی بنیاد پر کسی کو حق سے محروم رکھنا اسلام کی تعلیمات کے منافی ہے کیونکہ اسلام کا تو مقصد ہی بھلائی اور خیر خواہی ہے۔ ارشادِ نبوی ہے:

"لا ضرر ولا ضار " [14]

"نہ ضرر پہنچے اور نہ ضرر پہنچایا جائے۔"

اسلام معاشرتی زندگی میں تمام طبقات معاشرہ کے درمیان ہم آہنگی کی تعلیم دیتا ہے۔ اور اسلام یہ پسند نہیں کرتا کہ اقلیتیں خود کو دوسرے درجے کا شہری خیال کریں۔ اسلام معاشرتی زندگی میں تمام افراد معاشرہ کو ایک ہی نگاہ سے دیکھتا ہے اسی لئے معاشرتی تعلقات کو فروغ دینے کے لئے فراخ دلانہ میل جول پر زور دیتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

---

[21] The UN Declaration on the Rights of Persons belonging to National or Ethnic, Religious and Linguistic Minorities, A/RES/ 47/135, 7 .

[22] ابو داود سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود (لبنان: دار المعرفہ، 1997)، رقم الحدیث: 3635۔

"وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ" [15]

"اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے۔"

معاشرتی ہم آہنگی کے فروغ کے لئے اور افراد معاشرہ میں الفت ومحبت کا رشتہ قائم کرنے کے لئے اگر کوئی ذمی آپ ﷺ کو کھانے کی دعوت دیتا تو آپ ﷺ اس کی دعوت قبول فرماتے۔احکام القرآن میں رازی نے نقل کیا ہے:

"ان النبیﷺ اکل من الشاۃ المسمومۃ التی ھدیت الیه الیھودیة" [16]

"نبی ﷺ نے ایک یہودیہ کا ہدیہ کیا ہوا گوشت کھایا جس میں زہر ملایا گیا تھا۔"

آرٹیکل 7: عزت وتکریم کا حق

اس آرٹیکل کے مطابق ریاستوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ تعاون کریں کہ اس ڈیکلریشن میں اقلیتوں کو جو حقوق دیئے گئے ہیں اس کے مطابق ان کی عزت یقینی بنائے جاسکے:

States should cooperate in order to promote respect for the rights set forth in the present, declaration.[17]

اسلام بھی اقلیتوں کے عزت واحترام کو یقینی بنانے کے اقدامات کرتا ہے۔ایک دفعہ حبشہ سے عیسائیوں کا ایک وفد حضور ﷺ کے پاس مسجد نبوی ﷺ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ان کی مہمان نوازی کی ذمہ داری خود لیتے ہوئے فرمایا:

إنهم كانوا لأصحابنا مكرمين وإني أحب أن أكافئهم [18]

یہ لوگ اپنے ساتھیوں کے لئے ممتاز حیثیت رکھتے ہیں لہٰذا میں نے پسند کیا کہ میں خود ان کی مہمان نوازی کروں۔

اسلام شرف انسانیت کا علمبردار ہے اسلام نے کوئی ایسا ضابطہ یا اصول روا نہیں رکھا جو شرف انسانیت کے منافی ہو۔اقلیتوں کو جو حقوق اسلامی ریاست میں حاصل ہوتے ہیں یہ کسی فرد یا ادارے کے طرف سے نہیں ہوتے بلکہ یہ آسمانی قانون کا حصہ ہیں لہٰذا کوئی دنیاوی قوت ان میں کمی یا تعطل کا فیصلہ نہیں کرسکتی اور جو ریاست اللہ کے قانون سے انحراف کرے اور لوگوں کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم کردے قرآن میں اس کے لئے سخت وعید ہے:

"وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ" [19]

---

[23] المائدہ5:5۔

[24] جصاص ،احکام االقرآن، 394/2۔

[25]The UN Declaration on the Rights of Persons belonging to National or Ethnic, Religious and Linguistic Minorities, A/RES/ 47/135, 6.

[26] بیہقی،السنن الکبری،518:6 ۔

اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ وحکومت نہیں کرتے وہ ہی ظالم ہیں۔

آرٹیکل 8: اقلیتوں کے حقوق اور ریاستوں کی ذمہ داری

اس آرٹیکل کی رو سے موجودہ ڈیکلریشن میں کوئی بھی چیز ریاستوں کی بین الاقوامی ذمہ داریاں اقلیتوں کے جو متعلق ہیں ان کی بجاآواری سے باز نہیں رکھے گی۔ ریاستیں خاص طور پر ان پابندیوں اور وعدوں کی تکمیل کریں گی جن کو انھوں نے بین الاقوامی اعلانات اور معاہدات میں قبول کیا ہے جس کی وہ شراکت دار ہیں۔ اس معاہدے میں طے شدہ حقوق کے ضمن میں ریاستوں کی طرف سے اٹھائے گئے اقدامات تاکہ ان حقوق سے بہتر طور پر مستفید ہوا جائے۔ ان کو پہلے سے پاس کردہ انسانی حقوق کے بین الاقوامی ڈیکلریشن کے اصول مساوات کے برعکس خیال نہیں کیا جائے گا۔ موجودہ ڈیکلریشن سے کوئی بھی ایسا مفہوم نہیں نکالا جائے گا جو اس کی ایسی سرگرمی کی اجازت کا ہو جو یونائیٹڈ نیشنز کے مقاصد اور اصولوں کے برعکس ہو بشمول حکومتی مساوات، ملکی سالمیت، اور ریاستوں کی سیاسی آزادی۔[20]

اسلام نے نسب، ذات، رنگ، قومیت، جنس، زبان، عقیدے، علاقے اور وطن کا امتیاز کیے بنا تمام انسانوں سماجی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی مساوات کا حق دیا ہے۔ اس نے خونی رشتہ کو بنیاد بنا کر پوری کائنات کے انسانوں کو اس میں جوڑ دیا اور بتادیا ہے کہ تم ایک ماں باپ کی اولاد ہو لہٰذا تم سب کو ایک جیسے ہی حقوق بھی حاصل ہیں۔ اصول مساوات کی اس قدر پابندی کی حضور ﷺ کے زمانے میں ایک مسلمان نے کسی غیر مسلم کو ناحق قتل کردیا تو حضور ﷺ نے قصاص میں مسلمان کو قتل کروادیا اور فرمایا:

"أَنَا أَحَقُّ مَنْ وَفَّى بِذِمَّتِهِ"[21]

فقہ اسلامی میں مسلم اور غیر مسلم کو برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ حضور ﷺ کے دور نبوت میں اور خلافت راشدہ کے دور میں تعزیرات اور دیوانی قانون میں مسلم اور غیر مسلم برابر تھے۔

آرٹیکل 9: حقوق کی ادائیگی کو یقینی بنانا

اس آرٹیکل کے مطابق موجودہ ڈیکلریشن میں اقلیتوں کو جو حقوق دیئے گئے ہیں ان کی تکمیل کے سلسلے میں ریاستوں پر جو بین الاقوامی ذمہ داری ہے اس کے راستے میں کوئی چیز روکاوٹ نہ بنے گی۔ خاص طور پر ریاستیں اس بات پر پختہ

---

[27] المائدہ 5: 45۔

[20] The UN Declaration on the Rights of Persons belonging to National or Ethnic, Religious and Linguistic Minorities, A/RES/ 47/135, 7.

[30] بیہقی، السنن الکبری، 187/8۔

یقین رکھتے ہوئے تعمیل کریں گی اس ذمہ داری کو جو انھوں نے بین الاقوامی اعلانات اور معاہدوں میں قبول کی ہے اس کو وہ نبھائیں گی، جس کی وہ حصہ دار ہیں۔

> Nothing in the present declaration shall prevent the fulfillment of international obligations of states in relation to person belonging to minorities in particular, states shall fulfill in good faith the obligations and commitments they have assumed under international treaties and agreement to which they are parties.[22]

اس ارٹیکل میں اس بات کی دوبارہ تاکید کی گئی ہے کہ ریاستوں پر اقوام متحدہ کے طرف سے بین الاقوامی سطح پر جو پابندی عائد ہوتی ہے اس کو نبھائیں گی اور اس سلسلے میں مقامی سطح پر کوئی چیز روکاوٹ نہیں بننے دیں گی۔ اسلام نے جو بنیادی انسانی حقوق دیے ان کوئی فرد یا ریاست کسی بھی ہنگامی یا بحرانی حالت میں معطل نہیں کر سکتی۔ اگر کوئی حکومت ایسا کرے گی تو قرآن کی نظر میں وہ حکومت فاسقوں کی حکومت کہلائے گی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَنۡ لَّمۡ يَحۡكُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ[23] " اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ اور حکومت نہیں کرتے ہیں وہ لوگ فاسق ہیں۔"

خلاصۂ بحث

اسلام اور اقوام متحدہ کے قانون میں اقلیتوں کے حقوق کے مابین تقابل کرتے ہوئے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ مغرب میں بین الاقوامی اور علاقائی قوانین بالخصوص اقوام متحدہ کا 1992ء کا اقلیتوں کے متعلق ڈیکلریشن ایک مسلسل اور طویل جدوجہد کا نتیجہ ہے۔جب کہ اسلام نے اپنی ابتدا میں ہی اقلیتوں کو یہ تمام حقوق بغیر کسی مہم جوئی اور کوشش کے عطا کر دیے۔ اس سلسلے میں اسلام کی پہلی مثالی ریاست، ریاست مدینہ تھی جس میں مسلم اکثریت کے ساتھ ساتھ غیر مسلم اقلیتں بھی آباد تھیں، اور وہ تمام بنیادی انسانی حقوق سے لطف اندوز ہوتی رہیں۔اختلاف مذہب کے وجہ سے ان کے حقوق صلب نہیں کیے گئے۔ان کو وہ تمام سیاسی، سماجی، اخلاقی، مذہبی، معاشی اور معاشرتی حقوق حاصل تھے جو مسلمانوں کو حاصل تھے۔ حضور ﷺ خلفائے راشدین اور بعد کے ادوار میں اسلامی قانون کے تحت اقلیتوں کے حقوق کی صورت ترقی یافتہ دور سے بہت بہتر نظر آتی ہے۔ اقوام متحدہ نے انسانوں کی طویل جدوجہد کے بعد اقلیتوں کو جو حقوق دیے ہیں وہ بھی محض کاغذی حیثیت رکھتے ہیں؛ دنیا میں اس پر حقیقی عمل نظر نہیں آتا؛آج بھی بہت

---

[31] The UN Declaration on the Rights of Persons belonging to National or Ethnic, Religious and Linguistic Minorities, A/RES/ 47/135, 7.

[32] المائدہ 5:47۔

جگھوں پر اقلیتوں خصوصاً مسلم اقلیتوں کے حقوق بری طرح پامال ہو رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اقوام متحدہ ان حقوق کو یقینی بنائے اور اپنے واقعی انسانی حقوق کے علمبردار ہونے کا ثبوت فراہم کرے۔